السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ بعضے عالم بنگلہ کے کہتے ہیں کہ جو جوکوئی خصاء بہائم ماکول لحم ہو۔ یا غیر کول لحم ہو کرے گا وہ فاسق ہے۔ اس سے ترک اکل و شرب وملاقات واجب ہے اور اس کے پیچھے نماز جائز۔ علمائے شرح برائے خدا جواب باصواب۔ ارشاد فرمادیں۔ اوراللہ تعالیٰ سے اس کا ثواب حاصل کریں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ورصورت مرقومہ اولامدعی مزکورہ پر ثبوت پہنچانا حدیث نہی خصاء بہائم کے بسند صحیح متصل لاسنادمطابق شرائط اہل حدیث وفقہ کے واجب ہے۔

ثانیاً بعد نبوت حدیث صحیح متۃًالاسناد کے اس کی تعمیم میں کلام ہوگا کہ یہ نہی خصاء کے غیرماکول لحم میں وارد ہے نہ ماکول لحم میں اب ہم قطع نظر صحت حدیث وعدم صحت سے کر کے کہتے ہیں کہ نہی خصاء بہائم کے ساتھ جانور غیرماکول لحم کی خاص ہے جیسے خروخچر وغیرہ اورماکول لحم اس نہی میں شامل نہیں بدلالت نص قرآنی کے کیونکہ مقصود اعظم چارپایہ ماکول لحم سے اکل ہے قطع نظر دیگرمنافع عام سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اانعام فرماتا ہے۔

وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ١٤٢ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ

اورجانورماکول میں لحم لزیز ومرغوب فیہ اور مشتی خصی اور موجود کا ہوتا ہے۔ اوراسی جہت سے آپ ﷺ نے دو کبش موجوئین کی قربانی کی۔

عن جابر قال ذبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقربین الملحین موجوین الی اخرمارواہ احمد وابوداود وابن ماجہ ودارمی کذافی المشکوٰۃ

اور لحم نہیں یعنی بوک اورفحل غیر خصی کا بدبوداراوربدمزہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ارباب طباع سیمہ اورلطیفہ پر مخفی نہیں۔ تو لحم نہیں۔ اورع فحل غیر خصی کا جب **مستلذات** ومشتہات سے نہ ہوا تو **مستلذات** سے خارج ہوااورقسم ضد طیب میں داخل ہوا۔ اورحال یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو **مستلذات** کھانے کا ارشاد فرمایا۔ تفصیل اس اجماع کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اول سورۃ مائدہ میں فرمایا۔

أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ

یعنی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انھیں جانوروں کے اکل کا حکم دیا ہے۔ فرمایا کہ جن کے اکل کا حکم سورۃ انعام میں صادر ہوا بعدازاں اسی صورت مائدہ میں پھر فرمایا۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ

پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم مطعوعات وماکولات **مستلذات** کے کھانے کا امر فرمایا۔ اور شرح ان آیتوں کی تفسیر کبیر سے بخوبی لکھی جاتی ہے۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ

وہذا متصل بما تقدم من ذکر المطاعم والماکل المسئلۃ الثالثۃ العرب فی الجاہلیۃ کانوایحرمون اشیا من الطیبات کالبحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحکام فہم کانوا یحکمون بکونہا طیبۃ الا انہم کانوا یحرمون اکلہا بشبہات ضعیفۃ فذکر تعالیٰ ان کلما یستطاب فہو حلال واکد ہذہ الایۃ بقولہ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

واعلم ان الطیب فی اللغۃ ہوالمستلزوالحلال الماذون فیہ یسمی الضا طیبا تشبیہا بما ہو مستلزلانہا اجتمعافی انتفاء المنصورۃ واعلم ان الطیب فی اللغۃ ہوالمستلزوالحلال الماذون فیہ یسمی الضا طیبا تشبیہا بما ہو مستلزلانہا اجتمعافی انتفاء المنصورۃ فلا یمکن ان یکون المراء بالطیبات ہہنا المحللات والالصار تقدیراالایۃ قل احل لکم المحللات ومعلوم ان ہذارکیک فوجب حمل الطیبات علی المستلزت المشتی فصار التقدیر احل لکم مایستلزویشتہی ثم اعلم ان العبرۃ فی الاستلزازوالاستطابۃ باہل المروۃ والاخلاق بحیلۃ فان اہل البادیۃ یستطیبون اکل جمیع الحیوانات ویناکد دلامۃ ہذہ الایۃ بقولہ تعالیٰ فہذا یفقضی التمکن من التنقاع بکل مافی الارض الاانۃ تعالیٰ ادخل التحصیص فیہ ذلک العموم فقال

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ

ونص فی ہذہ الایات الکثیرۃ علی اباحۃ المستلزات والطیبات فصار ہذا اصلاوقانونا مرجوعا الیہ فی مایحل ویحرم الاطعمۃ انتہی مافی التفسیر الکبیر بقدر الحاجۃ

اب دانش مندان شرع شریف غور فرمایئں ۔ اس مقام میں کہ اصل غرض و مطلب تحریر آیات بینات مذکورہ بالا ہے ۔ یہ کہ رب العباد نے اپنے بندگان مسلمین کو ازن و اجازت کھانے پینے مستلزات کی فرمائی اور ہدایت کی زیادہ تر طعام خوردنی روزمرہ عرب و عجم کا گوشت اونٹ اور بقر و غنم کا دستورالعمل رہا ہے اور غنم اور بقر میں خاص کر گوشت خصی کا لذیز اور کمال مرغوب ہوتا ہے ۔ چنانچہ اہل مذاق صافی طبع اسکو خوب جانتے ہیں ۔ اور گوشت تیس یعنی بوک اور محل غیر خصی کا نہایت بدبودار اور مکروہ ہوتا ہے ۔ کیونکہ تیس میں گونہ خبث پائی جاتی ہے ۔ 1 کہ استی فائے منافع کما حقہ اسے حاصل نہیں ہوسکتا اسی سبب سے آپ ﷺ نے اس کو ذکواۃ میں دینے سے منع فرمایا

1 (سعیدی ۔) کیونکہ کثرت شہوت کی وجہ سے اکثر آلہ تناسل کو چوستا ہے ۔

غور کرو کہ قسطلانیؒ نے تیس کو افراد خبیث میں شمار کر کے مصداق آیت کریمہ مذکورہ کا ٹھیرایا اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں کہا ۔

اور اگر بزعم فاسد مدعی نا ہی غنم اور ب قر میں دستور خصی اور وجاء کرنے کا نا ہوتا تو کوئی قسم **مستلذات** کی غنم و بقر میں نا پائی جاتی حالانکہ شارع لطیف خبیر نے بندوں کو **مستلذات** کھانے کا حکم فرمایا اور جو کوئی خصی او وجاء کرنے سے مانع ہو اور فاعل اس کے گناہ گار جانے وہ مخالف حکم الہیٰ کا ہوگا ۔ بنا بر انکار دلالت نص قرآنی مذکورہ بالا کے اور بسبب خبث بدبوئے لحم تیس کے علمائے ماہران نصوص قرآنی کے نہی خصاء بہائم میں غیر ماکول لحم کے قائل اور مجوز ہوئے اور ماکول لحم کو نہی سے خارج کیا کہ خبث بدبوئے کی او وجاہ کرنے سے زائل ہو اور طیب ، **مستلذات** خائص ہو جاوے ۔ بحکم شارع عزوجل کے اور جو تمام تر غنم او بقر تیس ہے او تحل ہے بزگم زاعم زمانہ آپ ﷺ میں رہتے اور خصی اور موجود نہ ہوتے تو زکواۃ دینے میں ممانعت خاصی کی کیوں ہوتی اس لئے کہ اگر تمام غنم ، بقر غیر خصی ہوتے تو زکواۃ انہیں غیر خصی میں سے دیجاتی بنا بریں اس کے کس صفت کے جانور ہوں اسی صفتز کواۃ دی جاتی ہے ۔ شرعاً مثلاً اگر سب جانور عیب دار ہوں ۔ توزکواۃ لینے والا ہوئے ۔ ایک جانور عیب دار اوسط درجہ کا چنانچہ تشریح اس کی شرح حدیث اور فتاویٰ 1 مطولات ہر مذہب میں بوجہ بسط و تفصیل مذکورہ ہے کما لا یخفی علی الماہر المسائل الشرعیہ اور عرف عام اور عادت معہودہ قدیم الایام سے جاری بھی ہے ۔ بقدر اعداد ریوڑ غنم اور گلہ بقر کی تیس اور فل غیر خصی بقصد احبال اور گابہ کی دو چار رہتے ہیں ۔ اور باقی سارے خصی اور موجوہ ہوا کرتے ہیں ۔ اور بنا پر اس اسم و رواج قدیم کے معمول تھا ۔ آپ ﷺ کا کہ دو کبش ، موجو خرید کر کے ہر سال قربانی کیا کرتے تھے ۔ ایک کبش موجور 1 امت کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے اور آل اطہار کی طرف سے چنانچہ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

1 (سعیدی ۔) یعنی خصی کیا ہوا ۔

باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا محمد بن یحی حدثنا

پس حدیث ابن ماجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ عادت شریف آپ ﷺ کی یہ تھی ہر سال دو کبش موجوء یعنی خصیہ سودہ و کوفتہ قربانی کیا کرتے تھے ۔ چنانچہ ترکیب کان ازا کی عادت معہووہ پر دال صریح ہوتی ہے ۔ (متفق علیہ) (رواہ مسلم ۔ نسائی ۔ عن البراء ولا بخاری)

عن حذیفۃ کان اذا ارادان نیام وہو جنب غسل فوجہ وتوضا للصلواۃ کما رواہ الشیخان و ابوداود والنسائی کان اذا

اور نظائر ترکیب کان ازا کے بہت چند نظیریں واسطے تنبیہ ناواقفوں کے لکھ دیں اور جو خصی او غیر موجو کرنے کا دستور نہ ہوتا تو ہر سال آپ ﷺ موجوء خرید کر کہاں سے قربانی کرتے ۔

اور خصی کرنا بزعم زاعم مثلہ اور منی عنہ ہوتا شرعاً تو زمانہ نزول وحی میں منع ہوتا ۔ جیسے سرور کائنات نے نماز جنازہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول کی پڑھی تو اس پر نہی وارد ہوئی ۔ اور خصا کرنے میں نہی وارد نہ ہوئی بلکہ اس کا روج مستمر رہا ۔ پس اس میں جواز خصا کی پائی گئی نہ انکار ۔ اور جو چند اشخاص سلف سے تفسیر آیت کریمہ

فلیغیرن خلق اللہ

میں خصا مروی ہے ۔ سو مرفوع نہیں اور غیر مرفوع حجت نہیں ہے ۔

عند المحدثین کما لا یخفی علی الماہر باصول الحدیث والفقہ

مثلاً واصل رحم محمود ہے باعتبار صلہ رحمی کے

کما لا یخفی علی المتامل الزکی

قال ابن عباس والحسن ومجاہد وقتادۃ وسعید بن المسیب والضاک یعنی دین اللہ نظیرہ لا تبدیل لحق اللہ اي دین اللہ بتحلیل الحرام وتحریر الحلال انتہی ما فی المعالم مختصرا

پس از روایت ابن ماجہ وغیرہ ہوید اگر دید کہ مرغوب خاطر عاطر رسول اللہ ﷺ در قربانی گوسپند موجوء دخصی بود لہذا وقت ارادہ قربانی گوسپند موجوء و خصی بود دخصی خرید فرمودہ قربانی می کردند و رغبت بسوئے شی نمی باشد مگر بعد ، وجودان شی پس اگر دستور ، و رواج خصی کردن و وجاء نمودن بنودے چگونہ رغبت بان شی شدہ ہے واگر نہی عنہ بودے نہی ازامی فرمودند بحکم رسالت چنانکہ عادت شریف آنحضرت ﷺ بود کہ وقت یہ کہ چیزے مہی عنہ مشد غصہ وناخوش بودہ بر سبیل عموم ارشاد می فرمودند کہ ما بال الناس یفعلون کزاو کزوچوں دو بز موجو و خصی برفارش نہی زجر نہ فرمودند پس در چیز اباحت بلا ریب داخل شد قطع نظر از سنت و مستحب بودن و سکوت و نقریر بران مستزم جواز اباحت لا محالہ خواہد بود کما لا یخفی علی الماہر باشریقہ المحدیہ علی صاجہا الف صلواۃ وتحیۃ واللہ اعلم (سید محمد نزیر حسین عفی عنہ) (1281 سید محمد نزیر حسین

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد13ص148

محدث فتویٰ